(۲)

چوتھا صرف ان لوگوں کا بنایا جائے جو اس دعوت کو جان کر اور سمجھ کر قبول کریں، جو بندگی اور اطاعت کو فی الواقع اللہ کے لیے خاص کر دیں، جو دوسری اطاعتوں کو اللہ کی اطاعت کے ساتھ واقعی شریک کرنا چھوڑ دیں۔ اور حقیقت میں اللہ کے قانون کو اپنا قانونِ زندگی بنا لیں۔ رہے دوسرے لوگ جو اس طرزِ خیال یا اس طرزِ زندگی کے محض معترف ہوں یا اس سے ہمدردی رکھتے ہوں، تو وہ مجاہدہ کرنے والے جتھے کے لیڈر کیا معنی، کارکن بھی نہیں بن سکتے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ جو جس درجہ میں بھی اس کا ہمدرد یا بیرونی معاون بن جائے، یہ سا غنیمت ہے۔ مگر ارکان اور ہمدردوں کے درمیان جو حقیقی فرق و امتیاز ہے اُسے کسی حال میں بھی نظر انداز نہ کرنا چاہیے۔

تیسرا جز یہ ہے کہ براہِ راست غیر الٰہی نظامِ اطاعت پر حملہ کیا جائے۔ تمام کوششوں کا مقصود صرف اس بات کو بنایا جائے کہ اللہ کی حاکمیت قائم ہو۔ اور اس کے سوا کسی دوسری چیز کو مقصود بنا کر اس کے پیچھے قوتیں ضائع نہ کی جائیں۔

(تحریک آزادیٔ ہند اور مسلمان، حصہ دوم۔ ص ۱۲۷، ۱۲۸)

علمائے صقلیہ کے علمی کارنامے

جناب عبدالرشید عراقی صاحب

(۲)

چھٹی اور ساتویں صدی ہجری وہ دور ہے جب صقلیہ میں اسلامی حکومت کا خاتمہ ہو چکا تھا اور ارباب علم و فضل صقلیہ سے ہجرت کر کے دوسرے ملکوں میں قیام پذیر ہو گئے تھے۔ اس دور کے ۶ محدثین کرام کا تاریخ سے پتہ چلتا ہے جنہوں نے علم حدیث کی نشر و اشاعت اور اس کی ترقی و ترویج میں اپنی زندگیاں بسر کر دیں اور اس سلسلہ میں وہ علمی خدمات سرانجام دیں جن کا تذکرہ انشاءاللہ العزیز تا قیامت رہے گا۔

اس دور کے پہلے محدث امام ابو عبداللہ محمد بن علی بن عمر تمیمی المعروف امام مازری (م ۵۳۶ھ) تھے، علم حدیث، رجال، فقہ اور کلام میں بہت ممتاز تھے۔ ابن خلکان (م ۶۸۱ھ) لکھتے ہیں:

> یہ ان اکابر میں تھے جن کی طرف حدیث کے حافظ اور علم کلام میں ماہر ہونے کی وجہ سے انگلیاں اٹھائی جاتی تھیں۔ وہ ارباب علم میں سے تھے اور مختلف علوم میں دستگاہ رکھتے تھے[1]

[1] وفیات الاعیان المعروف تاریخ ابن خلکان از علامہ ابن خلکان (م ۶۸۱ھ) جلد ۲ ص ۲۱۶۔